www.KitaboSunnat.com

PDF Split DEMO : Purchase from www.A-PDF.com to remove the watermark

نمبر شمار	عنوان	الفاظ متعلقہ
۵۸	بھٹکنا اور بھٹکانا	ضَلَّ اور اَضَلَّ۔ غَوٰی اور اَغْوٰی۔ تَاہَ (۳)
۵۹	بھاگنا۔بھگانا	فَرَّ۔ اَبَقَ۔ زَہَقَ۔ ھَرَبَ۔ اِسْتَنْفَرَ۔ شَرَّدَ (۶)
۶۰	بھائی	اِخْوَۃ۔ اِخْوَان (۲)
	بھاری ہونا	دیکھیے "بوجھل ہونا"
	بھٹکنا	〃 "بہکنا"
۶۱	بھرجانا	مَلَأَ اور اِمْتَلَأَ۔ دَھَقَ۔ شَحَنَ (۳)
۶۲	بھوک	جُوْع۔ مَسْغَبَۃ۔ مَخْمَصَۃ۔ خَصَاصَۃ (۴)
۶۳	بھولنا۔بھلانا	نَسِیَ اور اَنْسٰی۔ سَھَا۔ ضَلَّ۔ ذَھَلَ (۴)
۶۴	بھوننا	شَوٰی۔ حَنَذَ (۲)
۶۵	بھیجنا	اَرْسَلَ۔ بَعَثَ (۲)
۶۶	بیان کرنا	وَصَفَ۔ قَصَّ۔ ضَرَبَ۔ حَدَّثَ۔ اَبَانَ اور بَیَّنَ۔ صَرَّفَ۔ فَصَّلَ۔ فَسَّرَ (۸)
۶۷	بیٹا۔ بیٹی	ولد۔ ولید۔ مولود۔ ابن اور بنت (۲)
۶۸	بیٹھنا	قَعَدَ۔ جَلَسَ۔ جَثَا (۳)
۶۹	بیمار	مریض۔ سقیم۔ حَرَضَ (۳)
۷۰	بیوی	زَوْج۔ حَلَائِل۔ اِمْرَاَۃ۔ صَاحِبَۃ۔ نِسَاء اور اَھْل (۶)
۷۱	بے انصافی کرنا	عَدَلَ۔ قَسَطَ۔ ظَلَمَ۔ حَافَ۔ عَالَ۔ ضَارَ (ضیز) (۶)
	بے خبر ہونا	دیکھیے "غافل ہونا"
۷۲	بے رغبتی کرنا	رَغِبَ عَنْ۔ حُصُوْر۔ زَاھِدَ (۳)
۷۳	بیزار ہونا	تَبَرَّاَ۔ قَلٰی۔ مَقَتَ (۳)

نمبر شمار	عنوان	الفاظ متعلقہ
۷۴	بیشک	اِنَّ۔ اَنَّ۔ لَاجَرَمَ۔ قَدْ (۴)
	بے عزتی کرنا	دیکھیے۔ "برا بھلا کہنا"
۷۵	بے قرار ہونا (کرنا)	فَرَغَ۔ جَزِعَ۔ فَزِعَ۔ کَرُبَ۔ ھَلِعَ۔ اِضْطَرَّ۔ اِسْتَفَزَّ (۷)
۷۶	بے کار ہونا	فَرَغَ۔ عَطَّلَ (۲)
۷۷	بے نصیب	محروم۔ شقی (۲)
	بے نور ہونا	دیکھیے "دھندلانا"
۷۸	بے نیاز	غنی۔ صمد (۲)
	بے وفائی کرنا	دیکھیے "دھوکا دینا"
	بے وقوف	〃 "نادان"
۷۹	بے ہودہ کلام	لَغْو اور لَاغِیَہ۔ ھَزْل۔ نَزَفَ۔ (۳)
۸۰	بے ہوش ہونا	صَعِقَ۔ سَکِرَ۔ غَمَرَ۔ صَرِعَ۔ غشی (۵)

پ

نمبر شمار	عنوان	الفاظ متعلقہ
۱	پاس	عِنْدَ۔ لَدٰی اور لَدُنْ۔ حَوْل۔ تِلْقَاء (۴)
۲	پاک (ستھرا)	سُبْحَان۔ قُدُّوس۔ زَکِیَّۃ۔ طَھُوْر۔ طَیِّب (۵)
۳	پاک کرنا	مَحَّصَ۔ زَکّٰی۔ طَھَّرَ۔ صَفَا۔ بَرَّاَ (۵)
۴	پاکیزگی بیان کرنا	دیکھیے "تسبیح و تقدیس"
۴	پانا	وَجَدَ۔ ثَقِفَ۔ اَلْفٰی۔ اَدْرَکَ (۴)
۵	پانی اور اس کی اقسام	ماء۔ حمیم۔ غَسَّاق۔ اٰنٍ اور اٰنِیَۃ۔ غَوْر۔ مَعِین۔ عَذْب۔ فُرَات۔ اُجَاج (۹)
۶	پانی کے رستے اور ذخیرے	اَوْدِیَۃ۔ عَیْن۔ اَنْھَار۔ سَرِی۔ یَمّ۔ بحر (۶)
۷	پانی مانگنا	اِسْتَسْقٰی۔ اِسْتَغَاثَ (۲)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مَا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِي الْمِلَّةِ الْاٰخِرَةِ ۚ اِنْ هٰذَآ اِلَّا اخْتِلَاقٌ (۳۸/۷)

کافروں نے کہا) ہم نے یہ بات پچھلے مذہب میں کبھی سنی ہی نہیں۔ یہ تو بالکل بنائی ہوئی بات ہے۔

۳۔ افتراء: اس کا مادہ فری ہے۔ فری کے معنی جھوٹ باندھنا اور بگاڑ پیدا کرنا (م-ا) ہے۔ چنانچہ قرآن کی اس آیت:

فَاَتَتْ بِهٖ قَوْمَهَا تَحْمِلُهٗ ۖ قَالُوْا يٰمَرْيَمُ لَقَدْ جِئْتِ شَيْئًا فَرِيًّا (۱۹/۲۷)

پھر (مریمؑ) لائی اس کو اپنے لوگوں کے پاس گود میں تو وہ اسے کہنے لگے اے مریمؑ! تو لائی یہ چیز طوفان کی (عثمانیؒ)

سے یہ مراد ہے تو نے یہ کیا غضب کر دیا اور فساد بپا کر دیا ہے۔

اور افتریٰ ایسے جھوٹ یا الزام کو کہتے ہیں جو فساد اور بگاڑ کی خاطر سوچ سمجھ کر بنایا جائے (مف) بہتان باندھنا۔

وَاِنْ كَادُوْا لَيَفْتِنُوْنَكَ عَنِ الَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ لِتَفْتَرِيَ عَلَيْنَا غَيْرَهٗ ۔ (۱۷/۷۳)

اور اے پیغمبرؐ جو وحی ہم نے تمہاری طرف بھیجی ہے قریب تھا کہ (کافر) لوگ تم کو اس سے بچلا دیں تاکہ تم اس کے سوا دوسری باتیں ہماری نسبت بنا لو۔

۴۔ تَقَوَّلَ، قول۔ ہر منہ سے نکلی ہوئی بات قول ہے۔ اور بعض دفعہ قول کا اطلاق ایسی بات پر بھی ہوتا ہے جو ابھی دل میں ہو۔ مثلاً:

وَيَقُوْلُوْنَ فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ لَوْلَا يُعَذِّبُنَا اللّٰهُ ۔ (۵۸/۸)

اور اپنے دل میں کہتے ہیں کہ اگر یہ واقعی پیغمبر ہیں تو جو کچھ ہم کہتے ہیں خدا ہمیں اس کی سزا کیوں نہیں دیتا؟

اور تقوّل کے معنی جھوٹی بات کو اختراع کرنا پھر اسے کسی دوسرے کے سر تھوپ دینا (منجد) قرآن میں ہے:

وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْاَقَاوِيْلِ ۔ لَاَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِيْنِ ۔ ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِيْنَ (۶۹/۴۴ تا ۴۶)

اگر یہ پیغمبر ہماری نسبت کوئی بات جھوٹ بنا لاتے تو ہم ان کا داہنا ہاتھ پکڑ لیتے پھر ان کی رگ گردن کاٹ ڈالتے۔

ماحصل: (۱) خرص، محض ظن وتخمین سے کام لینا جس میں حقیقت کو دخل نہ ہو۔

(۲) اختلق، جبکہ تھوڑی بہت حقیقت باقی سب فسانہ ہو۔ جھوٹی بات جو سچی معلوم ہو۔

(۳) افتراء، فساد اور بگاڑ پیدا کرنے کی خاطر جھوٹ تراشنا۔

(۴) تقوّل، جھوٹ خود تراشنا پھر اسے کسی دوسرے پر تھوپ دینا۔

۷۔ اُٹھانا ___ بوجھ اُٹھانا

کے لیے حَمَلَ، نَاءَ (نوء)، وَزَرَ، اَثَارَ (ثور)، اَقَلَّ، بَعَثَ، اَنْشَرَ، اَنْشَأَ، اِلْتَقَطَ اور رَفَعَ کے الفاظ آئے ہیں۔

۱۔ حَمَلَ: بوجھ اٹھانے کے لیے استعمال ہوتا ہے اور اس کا استعمال عام ہے اور مادی اور معنوی دونوں کے لیے مستعمل ہے۔ مثلاً:

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۔ جلال: قدر و منزلت میں بڑائی۔ عظمت کی آخری حد جس کے بعد اور کوئی مرتبہ نہ ہو۔ اور ذُوالجلال کا لفظ صرف اللہ تعالیٰ سے مخصوص ہے۔ جبکہ جلیل دوسری اشیاء بھی ہو سکتی ہیں۔ اور جلیل ہر وُہ چیز ہے جو ہر بات میں بڑی ہو اور مضبوط ہو۔ عظیم الشان (مف) ارشادِ باری ہے:

تَبٰرَكَ اسْمُ رَبِّكَ ذِي الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ (۵۵/۷۸) — تمہارے پروردگار کا نام بڑا بابرکت ہے جو صاحب جلال و عظمت ہے۔

۳۔ جَدّ: بمعنی فیض الٰہی اور بمعنی بخت و نصیب جُدِّ دُتُ بمعنی میں خوش قسمت اور صاحبِ نصیب ہو گیا۔ اور جَدَّ بمعنی دنیاوی مال و جاہ سے کسی کو نوازنا نیز جَدّ بمعنی آبائی نسب (مف) جَدّ بمعنی دادا نانا (ج اجداد) اور بمعنی خوش قسمتی۔ بزرگی۔ عظمت دولت۔ رزق اور فُلَانٌ ذُوجَدٍّ بمعنی وُہ شخص بڑا صاحب نصیب ہے (منجد) ارشادِ باری ہے:

وَاَنَّهٗ تَعٰلٰى جَدُّ رَبِّنَا مَا اتَّخَذَ صَاحِبَةً وَّلَا وَلَدًا (۷۲/۳) — اور ہمارے پروردگار کی شان بہت بڑی ہے جس کے نہ بیوی ہے اور نہ اولاد۔

ماحصل: (۱) کبیر: عمر میں بڑائی کے لیے یا اپنی شان کے اظہار کے لیے۔ (۲) جَلال: قدر و منزلت میں بڑائی کی آخری حد۔ (۳) جَدّ: فیضانِ الٰہی کہ وہ دوسروں کو بھی بزرگی عطا کرتا ہے۔

۴۰۔ بڑھنا اور بڑھانا

کے لیے زَادَ اور اِزْدَادَ، کَثُرَ اور کَثَّرَ۔ ضَاعَفَ، عَفَا۔ تَطَوَّعَ۔ نَفَلَ۔ اَدْبٰی کے الفاظ آئے ہیں:

۱۔ زَادَ اور اِزْدَادَ: (ضد نقص) بمعنی بڑھنا اور بڑھانا۔ دونوں افعال لازم و متعدی دونوں طرح آتے ہیں (مف، منجد) یہ بڑھنے اور بڑھانے کے لیے عام لفظ ہے جو عموماً مقدار اور صفات میں اضافہ کے لیے استعمال ہوتا ہے اور الزیادۃ بمعنی وُہ اضافہ ہے جو کسی چیز کے پورا ہونے کے بعد بڑھایا جائے (مف) اب ان کی مثالیں دیکھیے:

(۱) وَزَادَهٗ بَسْطَةً فِي الْعِلْمِ وَالْجِسْمِ۔ (۲/۲۴۷) — اور اللہ نے اس (طالوت) کو علم اور جسم میں زیادہ کشائش بخشی تھی۔

(۲) وَمَا تَغِيْضُ الْاَرْحَامُ وَمَا تَزْدَادُ۔ (۱۳/۸) — اور اللہ جانتا ہے) پیٹ جو سکڑتے اور بڑھتے ہیں۔

۲۔ کَثُرَ اور کَثَّرَ۔ کَثُرَ (ضد قلّ) تعداد اور مقدار میں زیادہ ہونا۔ مثلاً تعداد کے لیے:

وَدَّ كَثِيْرٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ (۲/۱۰۹) — اہل کتاب میں سے اکثر یہ چاہتے ہیں۔

مقدار کے لیے مِمَّا قَلَّ مِنْهُ اَوْ كَثُرَ — اس (ترکہ) سے، خواہ یہ تھوڑا ہو یا زیادہ، حصے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۴۱۔۔۔۔ پھینکنا

کے لیے نَبَذَ، طَرَحَ، رَجَمَ، رَمٰی، قَذَفَ اور جُفَا کے الفاظ آئے ہیں۔

۱۔ نبذ: بمعنی کسی چیز کو درخورِ اعتنا نہ سمجھتے ہوئے پھینک دینا۔کسی چیز کی پرواہ نہ کرتے ہوئے اسے پسِ پشت ڈال دینا (مف۔فل ۱۹۰) ارشادِ باری ہے:

اَوَکُلَّمَا عٰهَدُوْا عَهْدًا نَّبَذَهٗ فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ (۲/۱۰۰)	ان لوگوں نے جب کبھی (خدا سے) عہدِ واثق کیا تو ان میں سے ایک فریق نے اسکو (بے پرواہی سے) پھینک دیا۔

۲۔ طَرَحَ: کسی چیز کو فالتو اور ردّی سمجھ کر پھینک دینا۔ لوگوں کی نظروں سے بچا کر کہیں دُور پھینکنا (مف) کہتے ہیں رَاَيْتُهٗ مِنْ طَرَحٍ میں نے اسے دُور سے دیکھا۔ اور طروح دور دراز مقام کو۔ اور الطرح اس چیز کو کہا جاتا ہے جو فالتو سمجھ کر پھینک دی جائے۔قرآن میں ہے:

اُقْتُلُوْا يُوْسُفَ اَوِ اطْرَحُوْهُ اَرْضًا يَّخْلُ لَكُمْ وَجْهُ اَبِيْكُمْ (۱۲/۹)	(یوسفؑ کے بھائیوں نے کہا) یا تو یوسف کو (جان سے) مار ڈالو۔ یا کسی ملک میں پھینک آؤ، پھر ابا کی توجہ صرف تمہاری طرف ہو جائے گی۔

۳۔ رَجَمَ: پتھر، کنکر پھینک کر کسی کو ہلاک کرنا اور جان سے مار ڈالنا، سنگسار کرنا (فل ۱۸۹) قرآن میں ہے:

اِنَّهُمْ اِنْ يَّظْهَرُوْا عَلَيْكُمْ يَرْجُمُوْكُمْ اَوْ يُعِيْدُوْكُمْ فِيْ مِلَّتِهِمْ (۱۸/۲۰)	اگر وہ تم پر دسترس پالیں گے تو تمہیں سنگسار کر دینگے یا پھر اپنے مذہب میں داخل کرلیں گے۔

۴/۵ رَمٰی، قذف، دونوں الفاظ قریب المعنیٰ ہیں۔دونوں کے معنی کنکر۔پتھر وغیرہ دُور پھینکنا یا دُور سے پھینکنا (مف) ان میں بنیادی فرق یہ ہے کہ رَمٰی عام طور پر مادی اشیاء کے پھینکنے کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ارشادِ باری ہے:

وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰی (۸/۱۷)	اور (اے محمدؐ) جس وقت تم نے کنکریاں پھینکی تھیں تو وُہ تم نے نہیں پھینکی تھیں بلکہ اللہ نے پھینکی تھیں۔

اسی سے رمی الجمار کی شرعی اصطلاح بھی اس معنی میں استعمال ہوتی ہے کہ حاجی لوگ منٰی میں دور سے شیطانوں پر کنکریاں مارتے ہیں۔اور قذف کا لفظ معنوی طور پر استعمال ہوتا ہے، جیسے حدِّ قذف مشہور شرعی اصطلاح ہے یعنی کسی پر بدکاری کا الزام یا تہمت لگانے کی حد۔اسی معنی میں قرآن کریم میں ہے:

وَقَذَفَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ فَرِيْقًا تَقْتُلُوْنَ وَتَاْسِرُوْنَ فَرِيْقًا (۳۳/۲۶)	اور اللہ نے ان کے دلوں میں دہشت ڈال دی تو کتنوں کو تم قتل کر دیتے تھے اور کتنوں کو قید کر لیتے تھے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مقام پر مشقت سے چڑھنا۔ اور صُعُوْد بلندی اور گھاٹی کو کہتے ہیں۔ اور اس پر چڑھنے والے دشوار گذار راستے کو بھی (منجد) کسی چیز کا بمشکل اوپر اُٹھنا جیسے دُھواں اُوپر اٹھتا ہے۔ اور مصعد الکھربائیہ برقی لفٹ کو کہتے ہیں (مف) اور اصعد اور صعّد بمعنی دقت اور دشواری سے اوپر چڑھنا قرآن میں ہے:

يَجْعَلْ صَدْرَهٗ ضَيِّقًا حَرَجًا كَاَنَّمَا يَصَّعَّدُ فِي السَّمَآءِ (۶/۱۲۶) — اس کا سینہ تنگ اور گھٹا ہوا کر دیتا ہے۔ گویا وہ آسمان پر چڑھ رہا ہے۔

نوٹ: مندرجہ بالا تینوں الفاظ عَرَجَ، رَقِیَ اور صَعَدَ کی ضد نَزَلَ ہے۔

۴۔ ظَهَرَ: بمعنی ظاہر ہونا۔ غالب آنا۔ چڑھنا اور چڑھ کر اُوپر تک پہنچ جانا خواہ یہ سیڑھیاں ہوں یا دیوار وغیرہ جس پر بغیر سیڑھیوں کے چڑھا جائے۔ ارشادِ باری ہے:

فَمَا اسْطَاعُوْٓا اَنْ يَّظْهَرُوْهُ وَمَا اسْتَطَاعُوْا لَهٗ نَقْبًا (۱۸/۹۷) — پھر نہ تو وہ اس (دیوار) پر چڑھنے کی طاقت رکھیں اور نہ سوراخ کرنے کی۔

دوسرے مقام پر فرمایا:

لِبُيُوْتِهِمْ سُقُفًا مِّنْ فِضَّةٍ وَّمَعَارِجَ عَلَيْهَا يَظْهَرُوْنَ (۴۳/۳۳) — ہم ان کے گھروں کی چھتیں چاندی کی بنا دیتے اور سیڑھیاں بھی جن پر وہ چڑھتے۔

۵۔ رَهِقَ: بمعنی ایک چیز کے اوپر دُوسری چیز چڑھ جانا اور اسے چھپا لینا (اس میں اضطراری کیفیت پائی جاتی ہے) رھقه الامر بمعنی کسی معاملہ نے اسے بزور و جبر دبا لیا (مف) یعنی اسے ڈھانپ لیا۔ (م۔ل) چنانچہ قرآن میں ہے:

وَوُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ عَلَيْهَا غَبَرَةٌ تَرْهَقُهَا قَتَرَةٌ (۸۰/۴۱) — اور کتنے منہ ہوں گے جن پر گرد پڑ رہی ہو گی (اور) سیاہی چڑھ رہی ہو گی۔

۶۔ تَسَوَّرَ: سُوْر بمعنی شہر پناہ یا ایسی بلند دیوار جسے پھاند کر اندر داخل نہ ہو سکیں (م۔ل) اور سَارَ بمعنی دیوار پر چڑھنا یا اس کو پھاندنا۔ اور تَسَوَّرَ کا معنی دیوار پر چڑھنا اور پھاندنا بھی ہے اور کنگن پہنانا بھی (جو سِوَار، سَوَار (ج اساور اور اسورة) بمعنی کنگن سے مشتق ہے) ارشادِ باری ہے:

وَهَلْ اَتٰىكَ نَبَؤُا الْخَصْمِ اِذْ تَسَوَّرُوا الْمِحْرَابَ (۲۱/۳۸) — بھلا تمہارے پاس ان جھگڑنے والوں کی خبر بھی آئی ہے۔ جب وہ دیوار پھاند کر اندر داخل ہوئے۔

ماحصل: (۱) رُک رُک کر چڑھنے کے لیے عَرَجَ۔
(۲) اپنی ہمت کے مطابق چڑھنے کے لیے رَقِیَ۔
(۳) بہ مشقت اوپر چڑھنے کے لیے صَعَدَ۔
(۴) اوپر تک چڑھ جانے کے لیے ظَهَرَ۔
(۵) ایک چیز پر دوسرے کے چڑھنے اور اسے دبا لینے کے لیے رَهِقَ۔
(۶) دیوار پر چڑھنے یا اُسے پھاندنے کے لیے تَسَوَّرَ کے الفاظ آئے ہیں۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور جِنَّۃ بمعنی جن بھی اور دیوانگی بھی جیسے فرمایا:

إِنْ هُوَ إِلَّا رَجُلٌ بِهِ جِنَّةٌ (۲۳/۲۵) — اس آدمی کو تو دیوانگی (کا عارضہ) ہے۔

۲۔ خَبَطَ: بمعنی کسی کو مار مار کر حواس باختہ کر دینا (مف) اور مخبوط بمعنی فاتر العقل ہے۔ یعنی جس کی عقل ٹھیک کام نہ کرتی ہو۔ اہلِ عرب کے خیال کے مطابق یہ کارنامہ بھی جنوں اور شیطانوں ہی سے متعلق تھا۔ ارشادِ باری ہے:

الَّذِينَ يَأْكُلُونَ الرِّبَوٰا لَا يَقُومُونَ إِلَّا كَمَا يَقُومُ الَّذِي يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطَٰنُ مِنَ الْمَسِّ (۲/۲۷۵) — جو لوگ سود کھاتے ہیں وہ (قبروں سے) اس طرح (حواس باختہ) اٹھیں گے جیسے کسی کو جن نے لپٹ کر دیوانہ بنا دیا ہو۔

خبط اور جنون میں فرق یہ ہے کہ خبط وقتی اور عارضی بیماری ہے جبکہ جنون طویل مدت کے لیے ہوتا ہے۔

۳۔ مَفْتُوْن: فَتَنَ بمعنی فتنہ میں ڈالنا۔ فریفتہ کرنا، مائل کرنا اور تعجب میں ڈالنا۔ اور مفتون بمعنی پاگل اور دیوانہ (منجد) ہے۔ اور مفتون ایسے پاگل کو کہتے ہیں جسے حوادثِ زمانہ نے فاتر العقل اور مخبوط الحواس بنا دیا ہو۔ ارشادِ باری ہے:

فَسَتُبْصِرُ وَيُبْصِرُونَ ۝ بِأَييِّكُمُ الْمَفْتُونُ (۶۸/۶) — سو عنقریب آپ بھی دیکھ لیں گے اور وہ (کفارِ مکہ) بھی کہ تم میں سے دیوانہ کون ہے؟

۴۔ سُعُر: سَعَرَ بمعنی آگ کا بھڑکنا اور شعلے نکلنا۔ پھر مجازاً یہ لفظ اشتعال دلانے یا مشتعل ہونے کے معنوں میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ استعر اللصوص بمعنی ڈاکو بھڑک اٹھے۔ استعر الحرب لڑائی بھڑک اٹھی۔ اور مِسْعَر آگ بھڑکانے کی لکڑی کو کہتے ہیں (مف) اور سُعُر سے مراد ایسی دیوانگی ہے کہ کسی بات پر انسان فوراً مشتعل ہو کر غلط کام کرنے لگے اور اس کی عقل صحیح کام نہ کرے سودائی۔ قرآن میں ہے:

فَقَالُوا أَبَشَرًا مِّنَّا وَاحِدًا نَّتَّبِعُهُ إِنَّا إِذًا لَّفِي ضَلَٰلٍ وَسُعُرٍ (۵۴/۲۴) — کہنے لگے، کیا ہم اپنے ہی میں سے ایک آدمی کی پیروی کرنے لگیں؟ تب تو ہم گمراہی اور دیوانگی میں پڑ گئے۔

ماحصل: (۱) مَجْنُون: بمعنی دیوانہ۔ پاگل۔ آسیب زدہ۔

(۲) خَبَطَ: عقل کا فتور اور اس میں نقص واقع ہونا (عارضی)

(۳) مَفْتُوْن: حوادثِ زمانہ سے پیدا شدہ دیوانگی۔

(۴) سُعُر: طبیعت کے فوراً مشتعل ہو جانے سے پیدا شدہ فتور۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَفَلَمْ يَنْظُرُوْٓا اِلَى السَّمَآءِ فَوْقَهُمْ كَيْفَ بَنَيْنٰهَا وَزَيَّنّٰهَا وَمَا لَهَا مِنْ فُرُوْجٍ (۵۰/۶) — کیا وہ اپنے اُوپر آسمان کو نہیں دیکھتے کہ ہم نے اسے کیسا بنایا اور اس کو زینت دی اور اس میں کہیں شگاف تک نہیں۔

ماحصل: (۱) فُطُوْر: وہ لمبا شگاف ہے جو کسی چیز کے پھٹنے سے یا چرنے سے پیدا ہو جبکہ فُرُوْج صرف درمیان میں کھلی جگہ کو کہتے ہیں۔ خواہ یہ شگاف پیدائشی ہو یا بعد میں واقع ہو۔

۱۴۔ شہر۔ بستی

کے لیے مَدِیْنَة، بَلَد، مِصْر اور دِیَار اور قَرْیَة کے الفاظ آئے ہیں۔

۱۔ مَدِیْنَة: مَدَن بمعنی اقامت کرنا۔ شہر میں بسنا۔ اور تَمَدَّنَ بمعنی مہذب و شائستہ ہونا (منجد) اور مَدِیْنَة ہر ایسے شہر کو کہتے ہیں جہاں لوگ مل جل کر اصول و قواعد کے تحت رہتے ہوں۔ (ج مَدَائِن) قرآن میں ہے:

وَجَآءَ مِنْ اَقْصَا الْمَدِیْنَةِ رَجُلٌ یَّسْعٰی (۳۶/۲۰) — اور شہر کی پرلی طرف سے ایک آدمی دوڑتا ہوا آیا۔

۲۔ بَلَد: ہر وہ مقام جس کی حد بندی کی گئی ہو اور وہاں لوگ آباد ہوں (مف) (ج بلاد)

لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ (۹۰/۱) — میں اس شہر (مکہ معظمہ) کی قسم کھاتا ہوں۔

۳۔ مِصْر: بمعنی حد (ج مُصُوْر) کہتے ہیں اِشْتَرٰی فُلَانٌ الدَّارَ بِمُصُوْرِهَا" فلاں نے وہ مکان اس کی حدود تک خرید کیا۔ اور مِصْر بمعنی پرگنہ۔ تحصیل (جس کی حد بندی کی گئی ہو) اور بعض کے نزدیک مِصْر ایسا شہر ہے جہاں فَے اور صدقات تقسیم ہوتے ہوں (م۔ل) اور بعض کے نزدیک یہ فصیل والا شہر ہوتا ہے۔ نیز ایک ملک کا نام قرآن میں ہے:

اِهْبِطُوْا مِصْرًا فَاِنَّ لَكُمْ مَّا سَاَلْتُمْ (۲/۶۱) — شہر کی طرف نکل جاؤ تمہیں مطلوبہ چیز مل جائے گی۔

۴۔ دِیَار: (واحد دَار اور اس کی جمع دُوْر بھی آتی ہے) دُوْر بمعنی کسی چیز کا چاروں طرف سے گھرا ہونا اور دَار بمعنی گھر۔ مکان۔ اور دَیْر بمعنی کسی عابد کی رہائش گاہ۔ اور دَار بمعنی رہائش کے لحاظ سے اس کا مفہوم بڑا وسیع ہے جس کا اطلاق کسی بستی، قصبہ، شہر اور ملک سب پر ہوتا ہے۔ دَارُ الْحَرْب بمعنی دشمن کا ملک دَارُ الْقَرَار بمعنی آخرت دَارُ الدُّنْیَا بمعنی دنیا کا گھر۔ تمام دنیا۔ اور دَارَان یا دَارَیْن بمعنی دنیا یا آخرت۔ قرآن میں ہے:

فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ اُوْلٰىهُمَا بَعَثْنَا عَلَیْكُمْ عِبَادًا لَّنَآ اُولِیْ بَاْسٍ شَدِیْدٍ فَجَاسُوْا خِلٰلَ الدِّیَارِ (۱۷/۵) — پھر جب اُن وعدوں میں سے پہلے کا وقت آگیا تو ہم نے تم پر اپنے جنگجو بندے بھیجے جو شہروں کے اندر پھیل گئے۔

۵۔ قَرْیَة: (ج قُرٰی) بمعنی (۱) بستی (۲) بستی میں رہنے والے لوگ۔ اس لفظ کا اطلاق الگ الگ معنوں میں بھی ہوتا ہے اور مجموعی طور پر بھی (مف) بستی خواہ بڑی ہو یا چھوٹی، گاؤں ہو یا شہر۔ سب پر اس کا اطلاق ہوتا ہے۔ اور صاحب منجد کے نزدیک اس کا اطلاق صرف بڑی بستی پر ہوتا ہے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۔ اَنْ : (اَنَّ مخففۃ) جملہ کے درمیان واقع ہو کر "کہ" یا "یہ کہ" کا معنی دیتا ہے۔ قرآن میں ہے:
اِنَّ اللّٰہَ لَا یَسْتَحْیٖٓ اَنْ یَّضْرِبَ مَثَلًا (۲/۲۶) اللہ اس بات سے نہیں شرماتا کہ وہ مثال بیان کرے۔

۲۔ کَاَنْ۔ کَاَنَّ۔ کَاَنَّمَا : یہ سب حروف کَ تشبیہ اور اَنْ یا اَنَّ سے مرکب ہیں۔ اور "گویا کہ" کا معنی دیتے ہیں۔ ارشادِ باری ہے:
(۱) کَاَنْ لَّمْ یَسْمَعْهَا کَاَنَّ فِیْٓ اُذُنَیْهِ وَقْرًا (۳۱/۷) گویا اس نے سنا ہی نہیں گویا کہ اس کے کانوں میں بوجھ ہے۔
اَنْ اور کَاَنْ فعل پر داخل ہوتے ہیں جبکہ اَنَّ اور کَاَنَّ اسم پر داخل ہوتے ہیں جیسا کہ آیت بالا سے واضح ہے۔
(۲) کَاَنَّمَا یُسَاقُوْنَ اِلَی الْمَوْتِ (۸/۶) گویا کہ وہ موت کی طرف ہانکے جا رہے ہیں۔

۳۔ اَلَّا : دراصل اَنْ۔ لَا ہے۔ بمعنی "یہ کہ نہ" جملہ کے درمیان میں واقع ہو کر یہ معنی دے گا۔ ارشادِ باری ہے:
تَتَنَزَّلُ عَلَیْهِمُ الْمَلٰٓئِکَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا (۴۱/۳۰) ان پر فرشتے اترتے (اور کہتے) ہیں کہ نہ ڈرو اور نہ غمناک ہو۔

۳۰ ــــــ کہاں؟

کے لیے اَیْنَ، اَیْنَمَا، اَنّٰی کے الفاظ آئے ہیں۔

۱۔ اَیْنَ۔ اَیْنَمَا : اَیْنَ ظرف مکانی۔ جگہ پوچھنے کے لیے آتا ہے۔ جیسے فرمایا، اَیْنَ شُرَکَآءِیَ الَّذِیْنَ (۱۶/۲۷) میرے شریک کہاں ہیں؟ اَیْنَ کے بعد مَا کا اضافہ کرنے سے "جہاں کہیں" کا معنی دیتا ہے یعنی جملہ شرطیہ بن جاتا ہے جو جزا چاہتا ہے جیسے فرمایا اَیْنَمَا تَکُوْنُوْا یُدْرِکْکُّمُ الْمَوْتُ (۴/۷۸) تم جہاں کہیں بھی ہو گے تمہیں موت آ پکڑے گی۔ یا جیسے فرمایا اَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ (۲/۱۱۵) تم جہاں کہیں بھی (جس طرف بھی) منہ پھیرو وہیں خدا کی ذات ہے۔ اور ثَمَّ دراصل اَیْنَ کا جواب ہے۔ اَیْنَ بمعنی کہاں۔ اور ثَمَّ بمعنی وہاں۔ اُس جگہ۔

۲۔ اَنّٰی : جگہ اور حالت دونوں باتیں پوچھنے کے لیے آتا ہے (مف) قرآن میں ہے:
قَالَ یٰمَرْیَمُ اَنّٰی لَکِ هٰذَا (۳/۳۷) (زکریاؑ نے یہ کیفیت دیکھ کر کہا، اے مریم! یہ رزق تمہارے پاس کہاں سے آتا ہے؟
اور جب صرف ظرف مکانی کے لیے آئے تو کس طرف یا کدھر کا معنی دے گا۔ جیسے فرمایا:
قَاتَلَهُمُ اللّٰهُ اَنّٰی یُؤْفَکُوْنَ (۹/۳۰) اللہ انہیں ہلاک کرے، یہ کدھر (یا کہاں) بہکے پھرتے ہیں

ماحصل : اَیْنَ صرف جگہ پوچھنے کے لیے اور اَنّٰی جگہ کے ساتھ حالت یا کیفیت بھی پوچھنے کے لیے آتا ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فَاٰزَرَهٗ (۴۸/۲۹) پھر اسے مضبوط کیا۔

۸۔ وَكَدَ: وِكَاد اس رسی کو کہتے ہیں جس سے دودھ دوہتے وقت گائے وغیرہ کی ٹانگیں باندھ لیتے ہیں۔ اور وَكَّدَ یا اَكَّدَ یا اَوْكَدَ السَّرْج اَوِالْعَهْدَ بمعنی زین کو مضبوطی سے کسنا یا معاہدہ کو مضبوط کرنا (مف۔منجد) ارشادِ باری ہے:

وَلَا تَنْقُضُوا الْاَيْمَانَ بَعْدَ تَوْكِيْدِهَا (۱۶/۹۱) جب تم اپنی قسمیں مضبوط کر لو پھر انھیں مت توڑو۔

۹۔ عَقَدَ: عَقَدَ بمعنی گرہ لگانا۔ اور عقدۃ بمعنی گرہ۔ گانٹھ۔ پیچیدہ امر۔ اور عَقَدَ البیع و الیمین بمعنی بیع یا قسم کو پکا کرنا (منجد) اور عَقَدَ بمعنی عہدو پیمان۔ اقرار (ج عقود) ارشادِ باری ہے:۔

لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْٓ اَيْمَانِكُمْ وَلٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا عَقَّدْتُّمُ الْاَيْمَانَ (۵/۸۹) اللہ تمہاری بیہودہ قسموں پر گرفت نہیں کرتا۔ ہاں جو قسمیں تم نے مضبوط کر رکھی ہیں ان پر ضرور گرفت کرے گا۔

۱۰۔ سَنَّدَ: سَنَدَ اعتماد کرنا۔ بھروسہ کرنا۔ سہارا لینا۔ اور سَنَّدَ بمعنی سہارا دینا اور مضبوط کرنا (منجد) جیسے چھت کی کڑیاں کمزور ہوں تو ان کے نیچے ایک اور لکڑی کھڑی کر کے چھت کو مضبوط کیا جاتا ہے۔ ارشادِ باری ہے:

كَاَنَّهُمْ خُشُبٌ مُّسَنَّدَةٌ يَحْسَبُوْنَ كُلَّ صَيْحَةٍ عَلَيْهِمْ (۶۳/۴) گویا وہ (منافقین) لکڑیاں ہیں (جو دیواروں سے) لگائی گئی ہیں۔ (بزدل ایسے کہ) ہر زور کی آواز کو سمجھیں کہ ان پر (بلا آئی)۔

۱۱۔ رَصَّ: بمعنی ایک چیز کو دوسری سے ملانا۔ جوڑنا اور پیوستہ کرنا اور رصاص بمعنی سیسہ بھی ہے۔ لہٰذا رَصَّهٗ کے معنی کسی چیز کو سیسہ پلا کر اسے مضبوط بنانا ہے۔ ارشادِ باری ہے:

اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِهٖ صَفًّا كَاَنَّهُمْ بُنْيَانٌ مَّرْصُوْصٌ (۶۱/۴) اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو پسند فرماتا ہے جو اس کی راہ میں یوں قطار باندھ کر لڑتے ہیں جیسے سیسہ پلائی ہوئی دیوار ہوں۔

۱۲۔ شَيَّدَ: شَادَ الْحَائِطَ بمعنی دیوار پر چونے کا پلستر کرنا (منجد) اور شَيَّدَ بمعنی چونے یا کسی دوسرے مسالہ سے پلستر کر کے عمارت کو مضبوط کرنا۔ بنانا مف ارشادِ باری ہے:

اَيْنَ مَا تَكُوْنُوْا يُدْرِكْكُّمُ الْمَوْتُ وَلَوْ كُنْتُمْ فِيْ بُرُوْجٍ مُّشَيَّدَةٍ (۴/۷۸) تم جہاں کہیں بھی ہو گے موت تم کو آکے رہے گی۔ خواہ تم مضبوط اور بلند قلعوں میں ہو۔

ماحصل:
(۱) ثبت: کسی چیز کو اپنی جگہ پر ثابت اور مضبوط رکھنا۔
(۲) احکم: حکمت و تجربہ سے کسی بات کو اشتباہ سے پاک کرنا۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِلّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَرُسُلِهٖ وَجِبْرِيْلَ وَمِيْكٰىلَ فَاِنَّ اللّٰهَ عَدُوٌّ لِّلْكٰفِرِيْنَ (۲/۹۸)

جو شخص اللہ کا اور اس کے فرشتوں کا اور اس کے پیغمبروں کا اور جبرئیل کا اور میکائیل کا دشمن ہو تو ایسے کافروں کا اللہ خود دشمن ہے۔

۲-۴- ہاروت اور ماروت: یہ دونوں فرشتے تھے جو انسانی شکل میں بنی اسرائیل کی اخلاقی حالت کا جائزہ لینے اور ان کی آزمائش کے لیے بابل میں بھیجے گئے تھے۔ ان دنوں جادوگری اور شعبدہ، جنتر منتر کا فن زوروں پر تھا۔ اور لوگ چاہتے تھے کہ کوئی ایسا منتر ہاتھ آجائے جس سے وہ کسی دوسرے شخص کی بیوی کو اپنے پر عاشق بنا سکیں۔ اور پہلے زوجین میں جھگڑا اور تفرقہ پڑ جائے۔ انہی لوگوں نے حضرت سلیمانؑ کو بھی موردِ الزام ٹھہرایا تھا کہ وہ جادو ہی کے بل بوتے پر ایسی شاندار حکومت کر رہے ہیں کہ جن اور ہوا اور پرندے سب ان کے تابع فرمان ہیں۔ یہ فرشتے اتمام حجت کے طور پر ایسا منتر بتلانے سے پہلے انہیں کہہ لیتے تھے کہ یہ کفر کا کام ہے اور ہم تمہاری آزمائش کے لیے بھیجے گئے ہیں، لہٰذا اس کام سے باز رہو۔ مگر ایسے لوگ، جنہیں اللہ تعالیٰ نے شیاطین کہا ہے، اس تنبیہ کے باوجود ایسے منتر سیکھنے پر مُصر ہوتے اور پل پڑتے تھے۔ گویا اللہ تعالیٰ نے اس قوم کو ایک دوسرے طریقہ سے بھی آزما کر اتمام حجت کر دی جیسے کسی رشوت خوار ملازم کو ثبوتِ جرم کے طور پر نشان زدہ سکے پیش کیے جاتے ہیں۔ ارشادِ باری ہے:

وَمَآ اُنْزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ بِبَابِلَ هَارُوْتَ وَمَارُوْتَ (۲/۱۰۲)

وہ لوگ اس چیز کے بھی پیچھے پڑ گئے جو بابل میں دو فرشتوں ہاروت اور مارت پر نازل کی گئی تھی۔

۳ —— کتب سماویہ

کتب سماویہ چار ہیں۔ جن کا ذکر قرآن کریم میں آیا ہے۔

۱ —— تورات۔ جو حضرت موسیٰؑ پر نازل ہوئی۔ زمانۂ نزول قریبًا ڈیڑھ ہزار سال قبل مسیح ہے۔ اس شریعت میں عفو کے بجائے قصاص پر زور دیا گیا ہے۔

۲ —— زبور۔ جو حضرت داؤدؑ پر نازل ہوئی۔ زمانۂ نزول قریبًا ایک ہزار سال قبل مسیح ہے۔ اس کتاب میں تسبیح و تقدیس باری تعالیٰ بالخصوص مذکور ہیں۔

۳ —— انجیل۔ جو حضرت عیسیٰؑ پر نازل ہوئی۔ اس شریعت میں قصاص کی بجائے عفو و درگزر پر زور دیا گیا ہے اور سختی کی بجائے نرمی پر۔

۴ —— قرآن کریم۔ جو نبی خاتم حضرت محمدؐ پر نازل ہوا۔ اس کتاب میں شریعت کو مکمل کر دیا گیا اور اعتدال کو ملحوظ رکھا گیا ہے۔ اور قصاص کی بجائے عفو کے پہلو کو مستحسن قرار دیا گیا ہے۔ تاہم قصاص کا حق بحال رکھا گیا ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ